نگہت مہدی
شمارہ کلاس سال آخر ۱۷۵۳۳

ایک فارسی شاعرہ کا فکری سفر

''منزل لا'' سے ''منزل الا اللہ'' تک

خانم فروغ فُرخزآد تہران میں پیدا ہوئی۔ فروغ کی بہارِ زندگی پوری آب و تاب کے ساتھ شباب پر تھی کہ اچانک خزانِ مرگ نے گلشنِ حیات کو اُجاڑ دیا۔ فروغ نے عشقیہ شاعری میں ایک نیا لب ولہجہ اختیار کیا۔ فروغ فرخزآد کے ابتدائی خیالات جب منظر عام پر آ گئے تو ادیبوں کی روح بے چین ہوگئی۔ فروغ نے اظہارِ خیال کے لئے بے ساختہ لہجہ اپنایا۔ اس نے کبھی بھی اپنا تصور پیش کرتے ہوئے جھجک یا اجتناب سے کام نہیں لیا۔ ان کا بے باکانہ اور بے حجابانہ طرز نگارش بہت سے ادیبوں پر گراں گزرا کہ مشرق خاتون اپنے خاص جذبات کا اظہار اتنی بے حجابی سے کرے۔ فروغ کا جواب اس ضمن میں یہ ہے کہ ''اگر مرد اس قسم کی شاعری کر سکتا ہے تو عورت اپنے دلی جذبات کیونکر اپنے سینے میں ہی دفن کر دے؟ اس کی بے باکی پر کہرام سا کیوں مچ جاتا ہے۔ کیا شاعری کیلئے مرد و خواتین کا کوئی الگ الگ مینی فیسٹو ہے؟'' فروغ فرخزآد نے حقوقِ نسواں کی بازیابی کیلئے اپنے سماج سے ٹکر لی ہے۔ اس فارسی شاعرہ نے

صرف ۳۲ سالہ زندگی کا نصف حصہ فارسی شاعری کی نذر کر دیا۔ تقریباً پندرہ سالہ شعری حیات میں فروغ فرخزاد نے اپنی مرنجانِ مرنج طبیعت کی بدولت ادبی حلقوں میں ہل چل مچا دی۔ اُس نے ان فطری خواہشات کو شاعری کی زبان بخش دی۔ جس کا اظہار ایک مشرقی خاتون سے شرم و حیاء کے حدود وقیود توڑنے کا تقاضا کرتا ہے۔ اس بات سے قطع نظر کہ فروغ نے بہت سارے اخلاقی و مذہبی اصول اپنی باغیانہ فکر سے ٹھکرا دیئے۔ ان کے اظہار خیال کی جرأت داد طلب ہے۔ جن رموز کو ایک عورت (خصوصاً نوجوانی میں) فطرت کے شبستاں میں بھی شرم و حیاء کے پردے میں چھپا کر رکھتی ہے۔ فروغ اُن رموز کی حقیقت و ماہیت بانگِ دہل بیان کر دی۔

وحشی و داغ و پرعطش و لرزان   چوں شعلہ ہای سرکش بازیگر

درگیردم، بہ ہمہ درگیرد   خاکسترم بماند در بستر

ترجمہ: میں سرکش بازیگر کی طرح وحشی، پرسوز، تشنہ لیٹی ہوں۔ وہ ہماہی کے ساتھ لیٹا ہے۔ خاکستر ہو کر بستر پر پڑا ہے۔

[illegible] اُن کی شاعری کی خاص پہچان ہے۔ اُس نے [illegible] اض کیا۔ موضوع چاہے کس قدر نازک اور حساس کیوں نہ ہو فروغ اپنے حقیقت پسندانہ لب ولہجہ کو چھوڑتی نہیں ہے۔ ابتدائی دور کی شاعری میں فروغ حقیقت پسند نظر آتی ہے۔ اس کے دل میں جس احساس نے بھی سر اٹھایا اُس کو شاعری کے اپنے مخصوص Transparent لباس میں یوں پیش کیا۔ کہ اس احساس کا انگ انگ عریاں نظر آتا ہے۔

فروغ کی اس سرکش طرز روش کے پیچھے احساس محرومی کا عمل دخل ہے۔

کیونکہ احساس طبیعت خاتون کو اجتماعی اور سماجی سطح پر کوئی خاص وقعت نسوانی کردار کے تئیں دکھائی نہیں دی۔ علاوہ ازیں ذاتی زندگی کے تلخ تجربے نے بھی ان کے کلام میں تلخی اور تندی کا عنصر شامل کر دیا۔ جس دور میں فروغ کے شعور نے آنکھیں کھولی۔ ایرانی عورت روز بروز مردوں کے ہاتھوں کھلونا بنتی جا رہی تھی۔ رضا شاہ کے شاہی دور میں مغربی تمدن و تہذیب کے اثرات بہت حد تک ایرانی معاشرے میں سرائیت کر چکے تھے۔ جسکی وجہ سے عیش پرست اور بدکردار مردوں نے ہوس پرستی کا بازار گرم کر کے رکھا تھا۔ فروغ کی طائرانہ نگاہ مردوں کی ہوس پرستی اور صنف نازک کی پاک و طاہر الفت طلبی کے مابین یوں موازنہ کیا۔

ترجمہ: میں اُس سے پاکیزگیٔ عشق کی طالب ہوں تا کہ اپنا وجود اُس پر نچھاور کروں۔
لیکن وہ میرے جلتے بدن کا خواستگار ہے تا کہ وہ اپنے باطن کو سلگا دے۔

یہی وجہ ہے کہ اس صورت حال پر فروغ برہم ہوئی۔ تو اپنی برہمی کا اظہار شاعری کے توسط سے برملا کیا۔ اپنے ذاتی تجربے اور جزوی مشاہدے کے بل بوتے پر اجماعی اور کلی نظریہ قائم کرنا شوریدہ طبیعت انسان کا شیوہ رہا ہے۔ فروغ نے بھی اپنی ذات کے ساتھ ہوئی زیادتی کو اجتماعی رنگ دیا۔ اور جز و کو کُل پیش کر کے اسی روش کو فروغ دیا۔ وہ کچھ مردوں کی خود پسندی، شہوت پرستی، مطلب پرستی اور جسم طلبی کو بنیاد بنا کر عورت کو کلی طور پر صنفِ مرد سے تنفر کرنا چاہتی ہے۔

ای زن کی دلی پر از صفا داری
از مرد وفا مجو، مجو، ہرگز
او معنی عشق را نمی داند
رازِ دلِ خود بہ او مگو ہرگز

ترجمہ: اے پاک و پاکیزہ دل رکھنے والی عورت! مرد سے ہرگز ہرگز وفا کی امید نہ رکھ۔

وہ عشق کی معنویت سے نا آشنا ہے۔اُس کے سامنے دل کے بھید مت کھول۔

انتقامی جذبہ کے اشکوں سے پُر آنکھیں تمیز خوب و زشت سے کور ہو جاتی ہیں۔آتشِ انتقام اپنے مخالفین کے پورے اثاثہ کو خاکستر کر دیتا ہے، یہ دیکھے بغیر کہ اس اثاثہ میں کون سی شئے محترم اور کون سی شئے واقعی نام و نشان مٹانے کی حقدار ہے۔ فروغ انتقامی جذبے کو لے کر اس کیفیت کا شکار ہوئی۔ اسکے دل میں اُٹھے انتقامی جذبہ، ایک تجربہ کار، متحمل اور منصوبہ ساز دماغ کی رہنمائی نہ ملنے کے سبب فکری لا اُبالی کی صورت اختیار کر گیا۔یہی وجہ ہے کہ غیر فطری و غیر اخلاقی بندشوں سے ایک عورت کو آزادی دلانے کی کوشش میں فروغ ان مذہبی و اخلاقی حد بندیوں سے بھی تجاوز کر جاتی ہے جن کی بدولت وجودِ زن ہزار ہا روحانی و فکری آلودگیوں سے مبرہ رہ جاتی ہے۔اپنی نظم اپنی انفرادی حیثیت کو منوانے کی بس ایک حتمی اور لازمی حل "پیکار با مرد" کے نظریہ میں پاتی ہے اس طرح ایرانی عورت کو نظریہ "پیکار با مرد" پر عمل درآمد کرنے پر اُکساتی ہے۔

تنہا تو ماندی ای زن ایران   در بند ظلم و نکبت و بدبختی
کو مرد پر غرور! بگو برخیر   کہ اینجا زنی بجنگ تو می خیزد

ترجمہ: اے ایرانی خاتون! تم ہی ظلم و ذلت اور ناگفتہ بہ حالت میں گرفتار ہو۔

کہہ دو اُس مرد پُر غرور سے کہ اٹھو کیونکہ (اب) یہاں تمہارے خلاف صنفِ نازک جنگ پر آمادہ ہے۔

فروغ کے یہاں فکری مطالعے کے بجائے سماجی مشاہدہ ہی شاعری کے واسطے خام مواد فراہم کرتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اُنکی ابتدائی شاعری میں فکری پختگی کا

دیوالیہ پن صاف نظر آتا ہے۔ اس فکری دیوالیہ پن نے عدلِ الٰہی پر مختلف صورتوں میں تنقید کرنے والوں سے افکارِ مستعار کو ہی غنیمت جانا۔ ان ہی افکار میں چند کا انتخاب کر کے اپنی شاعری میں جگہ دیتی ہے۔ان افکار میں خصوصی طور ''انسان کی مطلق آزادی'' اور ''آفرینشِ ابلیس کی غرض وغایت'' کا تذکرہ کیا جا سکتا ہے شعوری طور فروغ مغرب کے مشہور ماہرِ نفسیات اور فلسفی سگمنڈ فرائیڈ کے نظریہ جنسی آزادی سے متاثر ہے۔اس کے منفی افکار فروغ کو یہاں تک گستاخ بنا دیتے ہیں کہ وہ نظامِ خداوندی کو بھی ہدفِ تنقید بنانے میں کوئی خوف نہیں کھاتی ہے۔

آفریدی خود تو ایں شیطان ملعون را　　　عاصیش کردی و او را سوی ما راندی

ایں تو بودی ایں تو بودی، کز یکی شعلہ　　　دیوی اینسان ساختی در راہ بنشاندی

ترجمہ: اے خدا! تو نے خود ہی شیطانِ ملعون کو پیدا کر کے ہم پر مسلط کر دیا حالانکہ اُس نے تیرے حضور معصیت کا ارتکاب کیا تھا۔

تو ہی تھا یہ تو ہی تھا کہ آگ کے شعلے سے ایسا دیو خلق کیا اور پھر اُسے ہمارے لئے سنگِ راہ بنا ڈالا۔

مہلتش دادی کہ تا دنیا بجا باشد　　　با سیاہ انگشتان شومش آتش افروز

لذتی وحشی شود در بستری خاموش　　　بوسہ گردو بر لبانی کز عطش سوزد

ترجمہ: اُس کو (ابلیس کو) تا قیامِ قیامت مہلت وفرصت دے دی کہ کالی اور منحوس انگلیوں سے معصیت کی آگ جلاتا رہے۔

خاموش بستر میں وحشی لذت بن جاتا ہے ان تشنگی سے جلے ہوئے ہونٹوں کیلئے بوسہ بن جاتا ہے۔

اس شاعرہ کو مطلق آزادی کی حصول کے سلسلے میں ایک عبرت انگیز راہ سوجھتی ہے کہ جامۂ عبدیت کو تار تار کر کے خلعتِ معبود کی آرزو کی جائے تا کہ نہ صرف زندگی کو اپنی خواہشات کے تحت گزارا جائے۔ بلکہ پوری کائنات کو بھی از سرِ نو اپنے من مرضی تعمیر کیا جائے۔ فروغ کے شعری مجموعے ''عصیان'' میں ایک نظم بعنوان '' خدائی'' شامل ہے۔ جس میں فروغ الٰہی اصول وقوانین کو انسان کی آزادی کے لئے سب سے بڑی رکاوٹ قرار دیتی ہے۔ وہ اس بات کا برملا اظہار کرتی ہے کہ نظامِ کائنات کی زمام اگر اسکے ہاتھ میں آ جائے۔ تو وہ انسان کو تمام قسم کی ضروری یا غیر ضروری بندشوں اور پابندیوں سے رہائی دے گی۔ نظم '' خدائی'' کا لفظ لفظ فروغ کی گستاخیوں کا آئینہ دار ہے۔ کہتی ہے کہ اگر میں خدا ہوتی تو۔

وحشت از من سایہ در دلہا نمی افگند [illegible] دوزخ نمی دادم

یا رہ باغ ارم کو تاہ [illegible] تازہ میزادم

ترجمہ: میرا خوف [illegible] نہ ہوتا اور نہ ہی جہنم کے عذاب کی وعید سنا کر انہیں میں ڈراتی۔

یا تو میں اسی دنیا میں ایک نئی جنت پیدا کر کے رکھ چھوڑتی۔ یا جنت تک لے جانے والے راستے کو مختصر اور آسان بنا دیتی۔

گر خدا بودم و گر این شعلۂ عصیان کی مرا، تنہا سراپای مر میسوخت

ناگہ از زندان جسمم سر برون مگرد پیشتر میرفت و نیای مرا میسوخت

ترجمہ:

خانہ میکردم میان مردم خاکی　　　خود میکردم میان مردم خاکی
می نشستم باگروہ بادہ پیمایان　　　شب میان کوچہ ہا آواز میخواندم

ترجمہ: میں خاک پیکر انسانوں کے درمیان گھر بنا کر اپنے آپ کو انہی میں بسالیتی۔
راتوں کو انبوہِ بادہ خواران کے ساتھ گلیوں میں شور وشر مچادیتی۔

من رہا میکردم این خلق پریشان را　　　تادمی از وحشتِ دوزخ بیاسایند
جرعہ ای از بادۂ ہستی بیاشامند　　　خود را بازینت مستی بیارایند

ترجمہ: میں پریشان میں گرفتار لوگوں کو خوفِ جہنم سے رہائی دلادیتی تاکہ وہ لمحہ بھر چین کی سانس لے لیتے۔

وہ شراب زندگی کا ایک گھونٹ پی جاتے نیز خود کو مستی کی زینت سے آراستہ کر دیتے۔

ابتدائی دور میں شاعر اپنے سیاسی، سماجی، معاشرتی اور معاشی حالات سے بہت حدتک متاثر ہوا کرتا ہے اس کی فکر سماجی افکار پر غلبہ حاصل کرنے کی طاقت نہیں رکھتی۔ اولین دور میں شاعر اثر انداز ہونے کے بجائے اثر پذیر ہوتا ہے۔ ظاہر ہے فروغ فرخزاد کو بھی اپنے شعری سفر کے دوران اس مرحلے سے گذرنا پڑا اور یوں اپنے ماحول وحالات سے اثر پذیری کا عمل اس کے روح وقلب میں جنسی جذبات کو مہمیز دے گیا۔ فروغ کی شاعری کے ابتدائی دور کے حالات [illegible] حدتک مغربی تمدن و تہذیب کے زیر اثر تھے خصوصاً جنسی برانگیختگی کا سا[illegible] ایران میں اس وقت پایا جاتا تھا مغرب سے درآمد شدہ تھا۔ حقوق نسواں اور آزادی نسواں کے شعلہ زن نعرے جو مغرب کی سرزمین میں گونج رہے تھے ان شعلوں کی آگ سے مشرق کی حساس

طبیعت خواتین کے جذبات میں اُبال آ گیا تھا فروغ فرخزآد کے شوریدہ جذبات کا ایک بنیادی محرّک یہ بھی ہے کہ اس نے فرنگی خواتین کے آزادانہ معاشرتی کردار کو زیر مطالعہ رکھا اور پھر اس کردار کو مشرقی عورتوں کی بندشوں کو توڑنے کے سلسلے میں طاقت کا منبع قرار دیا۔ ابتدائی شاعری کے بے حجابانہ طرز سے پتہ چلتا ہے کہ فروغ فرخزآد اپنی سماجی راہ وروش سے متنفر رہی ایک طرف سماجی بے راہ روی نے اس کے جنسی شعلوں کو تیز تر قرار دیا اور دوسری طرف مذہبی وروایتی جکڑ بندیوں نے اس کے سامنے طرح طرح کی رکاوٹیں کھڑی کر دیں۔ اس کشمکش نے فروغ فرخزآد کے اندرون میں تضاد سے بھری کیفیت کو جنم دیا۔ یہی وجہ ہے اس نے مذکورہ جکڑ بندیوں کے خلاف اپنے میانِ دل سے چمکتی ہوئی شعری تلوار نکال دی اور علمِ بغاوت لے کر ان خواتین کی نمایندگی کرنے لگی۔ جو مشرقی عورت کی حالتِ زار پر نالاں تھیں۔

فروغ نے اپنی باغی طینت کے زیر اثر شعری سفر کا آغاز ''منزل لا'' سے کیا یعنی وہ تمام ٹھونسے ہوئے افکار سے گریزاں ہوئی اور بغیر کسی سماجی خوف کے اپنی راہ آپ ہی متعین کر گئی۔ یہی وجہ ہے [illegible] شاعری کسی قسم کی رعایت سے ماورا دکھائی دیتا ہے۔

فروغ کے شعری مجموعے اسیر، عصیان اور دیوار میں افکار کی روشن نمایاں ہے جس کے تحت وہ ایک الگ جہاں آباد کرنے کی درپے نظر آتی ہے یہاں تک کہ نظامِ خداوندی پر بھی تنقیدی نگاہ ڈال دیتی ہے۔

گر خدا بودم وگر این شعلۂ عصیان   کی مراتنہا، سرو پای مرامی سوخت

فکر و خیال کی کٹھن وادیوں میں ''منزلِ لا'' سے آغاز کر کے ارتقائی منازل

طے کرتی ہوئی آخر کار فروغ فرخزاد ''منزلِ الا اللہ'' تک رسائی حاصل کر ہی لیتی ہے۔ ابتدائی دور میں فطری میلانات کے زیرِ اثر مکڑی کی طرح فروغ نے اپنی ذات کے گرداگرد نظریات کا جال بُنا تھا۔ ارتقائی عمل سے رفتہ رفتہ تغیر پزیر سوچ نے ان کو (فروغ کو) اس جال سے نجات دلا دی اور یوں وہ اپنی جنسی و ذاتی میلانات سے اوپر اٹھ کر اجتماعی، معاشرتی، انسانی اور آفاقی موضوعات میں دلچسپی لینے لگی۔ جس کی بہترین نظیر فروغ کا شعری مجموعہ ''تولدی'' دیگر'' ہے اس شعری مجموعہ کے مطالعے سے یہ نتیجہ اخذ کرنا حقیقت پر مبنی ہوگا کہ ''تولدی دیگر'' میں ایک نئی فروغ کا تولد ہوتا ہے۔ ذات کو چھوڑ کر اجتماع کی فکر نے پروازِ تخیل کو ایک نئی وسعت سے آشنا کیا۔

اجتماعی ہمدردی نے اس بے مثال شاعرہ کو دربارِ خداوندی میں لا کھڑا کیا۔ یہ وہ منزل ہیجب فروغ کا نسلی مسلمان پیکر کسبی ایمان کی روشنی سے جگمگا اُٹھا اس روشنی کی بدولت اسے وہ تمام حقائق دکھائی دیئے جو عبد کو معبود کی معرفت کا ذریعہ بن جاتے۔ اور یوں ابتدا میں صرف لفظ ''لا'' کی رٹ لگانے والی شاعرہ کے دل میں بے ساختہ ''الا اللہ'' کے نغمے گونجتے ہیں۔ اپنی تمام فکری صلا[illegible]ی کے جذبات سمیت بارگاہِ خداوندی میں سرِ تسلیم خم کرتی ہے اور اپنے ا[illegible]ل کرتے ہی اپنے معبودِ حقیقی سے جا ملتی ہے۔

اپنی گذشتہ شاعری میں مذہبی عقائد سے روگرداں شاعرہ معرفتِ الٰہی کے ذرائع تلاشتی پھرتی ہے اور تمام ان وجدانی کیفیات کو اپنے افکار سے جلا بخشتی ہے جو مخلوقِ باشعور یعنی انسان کو اپنے خالق کے سامنے تائب بنا دیتی ہیں۔

یکدم ز گرد پیکر من بشکاف
بشکاف این حجاب سیاهی را

شاید درون سینه من بینی
این مایه گناه و تباهی را

دل نیست این دلی که بمن دادی
در خون طپیده آه رهایش کن

یا خالی از هوی و هوس دارش
یا پای بند مهر و وفایش کن

تنها تو آگهی و تو میدانی
اسرار آن خطای نخستین را

تنها تو قادری که ببخشائی
بر روح من صفای نخستین را

آه ای خدا چگونه ترا گویم
کز جسم خویش خسته و بیزارم

هر شب بر آستان جلال تو
گوئی امید جسم دگر دارم

ترجمہ: اے میرے پروردگار! ایک بار میرے وجود کا خول توڑ دے اور اس سیاہ پردے کو چاک کر۔

شاید تو میرے سینے کے اندر گناہ اور بربادی کا خمیر ورک کرے گا۔

یہ دل جو مجھے سونپا گیا ہے اصل میں دل نہیں ہے بلکہ آتش خون میں سوزاں وتپاں ا[illegible]

[illegible] بڑی الا دے

یا اسے ہوا وہوس سے پاک رکھ یا اسے مہر ووفا کا پابند بنا۔

تو ہی اے میرے پروردگار واقف ہے تو ہی جانتا ہے اس پہلی غلطی کے بھید کو۔ میری روح کو وہ پہلی سی پاکیزگی عطا کرنے پر صرف اور صرف تو ہی قدرت رکھتا ہے۔

آہ! اے میرے پروردگار۔ تجھے کیسے بتاؤں کہ شکستہ بدن کے حامل ہوتے

ہوئے بھی امیدِ کرم سے لبریز ہوں۔

ہر شب تیری جلالت کی دہلیز پر ایک دوسرے پیکر کی امیدوار ہوں۔

منابع و ماخذ

1. A Lonely woman by Maichaiel hillnanl

۲۔ فارسی کی اہم باغی شاعرہ فروغ فرخزاد۔ صابر علی ہوانی جولائی ۲۰۰۹ (ماہانہ مظلب) صفحہ

۴۳۔۵۰

۳۔ مجموعِ کلام: اسیر، دیوار، تولدی دیگر